آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ کے متعلق اسلام کی حسین تعلیم

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍ دسمبر ۱۹۷۸ء بمقام جلسہ گاہ مردانہ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے ہر دو جہان کو پیدا کیا ہے۔ ایک نقطہ نگاہ سے یہ مخلوق دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ ایک بڑا حصہ تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی منشا کے مطابق اعمال بجالاتا ہے۔ اسے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اس کے مطابق کرتا ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جسے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہے تو اپنے خدا کی بات کو مانے اور اگر چاہے تو اپنے رب کی بات ماننے سے انکار کردے۔ یہ دوسری قسم کی مخلوق انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزادی دی گئی ہے۔

انسان کے علاوہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ ہر چیز وہی کچھ کرتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے۔ فرشتوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا ہے کہ اس تعریف کے لحاظ سے انسان کے علاوہ ہر چیز ہی فرشتہ ہے اس معنی میں کہ انہیں جو کچھ کہا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ ہواؤں کو حکم ہوتا ہے وہ حکم مان رہی ہیں۔ درختوں کو حکم ہوتا ہے پتے گرا دو ایک خاص موسم میں تو وہ پتے گرا دیتے ہیں۔ کھیتوں کو حکم ہوتا ہے کبھی یہ کہ اچھی فصلیں اگاؤ تو وہ اچھی فصلیں اگا دیتے ہیں۔ کبھی خدا کہتا ہے کہ میں اس خطۂ ارض سے ناراض ہوں تو زمین میں فصلیں نہ اگنے سے

وہاں قحط کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہی زمین جو پہلے انسان کے کھانے کا سامان پیدا کر رہی تھی اب اس میں کچھ بھی نہیں اگتا اور لوگ قحط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے اس لئے جہاں تک انسان کا تعلق ہے انسانی زندگی میں جبر کا تصور خدا تعالیٰ کے اس منصوبے کے خلاف ہے جو اس کائنات کے بنانے میں پنہاں ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی بات انسان سے بھی جبراً منواتا تو ایک انسان اور جانور میں کوئی فرق نہ رہتا یا ایک انسان اور درخت یا انسان اور ایک پتھر میں کوئی فرق نہ رہتا۔ پس اسلام چونکہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے اس لئے وہ آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ کے متعلق ایک ایسی حسین تعلیم دیتا ہے جو دنیا کے لئے ایک بے مثال نمونہ ہے۔

دنیا میں صرف ایسے مذاہب ہی نہیں جو مذہب کے نام پر جبر کرتے ہیں یا جبر کو روا رکھتے ہیں بلکہ ایسے اِزم بھی ہیں یعنی بہت سے ایسے فلسفیانہ اصول وتصورات بھی ہیں جو آزادیٔ ضمیر کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ وہ جبر کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں لیکن اسلام مذہب کے نام پر جبر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام نے اس سلسلہ میں ایک نمونہ قائم کیا ہے جو دوسروں کے لئے بھی قابلِ تقلید ہے اور اسلامی نمونہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان سے کہا دیکھو! اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو کامل کتاب کا حامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ایک کامل کتاب آ گئی۔ اس سے زیادہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی اور کوئی کتاب نہیں۔ اس سے زیادہ انسان پر احسان کرنے والی اور کوئی ہدایت نہیں۔ اس سے زیادہ انسان کو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں دکھانے والی دنیا میں اور کوئی تعلیم نہیں۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے قرب الٰہی کے سارے کے سارے دروازے انسان پر کھول دیئے ہیں لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کہتا ہے ہم اس اسلام کے تعلق میں بھی جبر روا نہیں رکھتے، جبر کی تعلیم نہیں دیتے، جبر کو درست تسلیم نہیں کرتے، جبر کو برا سمجھتے ہیں اور آزادیٔ ضمیر اور مذہبی آزادی کا اعلان کرتے ہیں اور آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ کی ضمانت دیتے ہیں۔

اس مضمون کے مختلف پہلو ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرنے سے ہمارے سامنے

آتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں فرماتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (یونس:۱۰۹) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے۔ **الحق** یعنی کامل صداقت تمہارے سامنے پیش کردی گئی ہے۔ اسلامی تعلیم کی شکل میں اور قرآن کریم کی شکل میں کامل ہدایت دے دی گئی ہے۔ پس اب جو کوئی شخص قرآن کریم کی بتائی ہوئی ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی جان ہی کے فائدہ کے لئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے اور جو اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا بھی اس کی جان پر ہی ایک وبال ہوگا اور خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔تم نے خود اپنے لئے بھلائی کا سامان پیدا کرنا ہے یا اپنے لئے خدا تعالیٰ کے قہر کا سامان پیدا کرنا ہے۔غرض ہدایت سے کسی کا فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری نہیں ہے یہ ذمہ داری ہر نفس نے خود اٹھانی ہے۔

پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہدایت کی ہر راہ یعنی ہر وہ راہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف لے جانے والی ہے، اس کی نشاندہی قرآن کریم میں کردی گئی ہے۔ فرمایا **الحق** آ گیا ہے اس پر چلنا اپنی مرضی سے یہ ہر انسان کا کام ہے یا اس راہ کو اختیار نہ کرنے کا فیصلہ کرنا اپنی مرضی سے یہ بھی ہر انسان کا کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ آپ اس سلسلہ میں کسی پر کوئی جبر کریں گے۔

پھر سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔ (الکہف:۳۰)

اور لوگوں کو کہہ دے کہ یہ سچائی اور صداقت کامل شکل میں تیرے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے، پس جو چاہے اپنی مرضی سے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے اس کا

انکار کر دے۔ ہاں اس بات کو یادرکھو کہ اگر تم اپنے نفسوں پر ظلم کرو گے اور تمہاری فطرت کے جو تقاضے ہیں تم ان کو پورا نہیں کرو گے اور ان راستوں کو اختیار کرو گے جو تمہاری ترقی کی راہ میں روک بنتے ہیں اور تمہیں تنزل کی طرف لے جانے والے ہیں اور خدا سے دور لے جانے والی ہیں تو یقیناً تمہیں خدا کا پیار اور اس کی جنتیں تو پھر نہیں ملیں گی۔ ایسی صورت میں ایک آگ تیار کی گئی ہے جس کی چار دیواری نے تمہیں گھیرا ہوا ہے۔

ان دو آیتوں میں مخاطب کیا گیا ہے ان لوگوں کو جن کے سامنے اسلام پہلی دفعہ پیش کیا گیا۔ اسلام آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی جو تبلیغ کی تو مخاطب غیر مسلم تھے اور ان غیر مسلموں سے یہ کہا گیا کہ اسلام ایک صداقت ہے۔ یہ ایک کامل ہدایت ہے۔ اسلام نے تمہارے سامنے وہ راہیں کھولی ہیں جو تمہیں خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی ہیں۔ تمہارے فطرتی تقاضوں کو پورا کرنے والی ہیں اور تمہیں خدا کا عبد بنانے والی ہیں۔ اس دائرہ اسلام میں داخل ہونا یا نہ ہونا یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اگر تم دائرہ اسلام میں اعتقاداً اور دل کی تصدیق کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے اور اس کے مطابق عمل کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے اور اگر تم ان راہوں کو اختیار نہیں کرو گے اور جو تمہاری بھلائی کی چیز ہے اس پر چلنے کے لئے تیار نہیں ہو گے تو اس کا نقصان تمہیں پہنچے گا۔ اسلام کی بہترین تعلیم کو چھوڑ کر تم جن راہوں کو اختیار کرو گے وہ خدا سے دور لے جانے اور جہنم کی طرف پہنچانے والی ہیں۔ ہر شخص کو یہ بتایا گیا ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے سارے دروازے تمہارے اوپر کھول دیئے گئے ہیں اور ان دروازوں پر کوئی دربان مقرر نہیں کیا گیا جو تمہیں اندر جانے سے روکے۔ خود تم نے ہی اندر داخل ہونے کا فیصلہ کرنا ہے اور پھر بے روک ٹوک تم ان کے اندر داخل ہو سکتے ہو اور کوئی ایسی بیرونی طاقت نہیں جو تمہیں دھکے دے کر یا خنجر دکھا کر یا تمہارے سروں پر تلوار لہرا کر یا رائفلوں کا ڈراوا دے کر یا ایٹم اور ہائیڈروجن بم کی دھمکی دے کر کہے کہ وہ دائرہ اسلام کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ ایسا ہر گز نہیں بلکہ اگر تم دائرہ اسلام کے اندر داخل ہونا چاہو، اسلام کو قبول کرنا چاہو اور اسلام کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنا چاہو تو تمہیں کوئی روک نہیں سکتا اور اگر اسلام کو قبول نہ کرنا چاہو تو تم پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔ تمہیں کوئی

زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتا۔ یہی اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔ ویسے تو غلطیاں کرنے والے ہزار غلطیاں کر جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو ہدایت دی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو کسی شخص کو زبردستی مسلمان بنائے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے ہر دو جہان کی پیدائش کا یہی مقصد ہے۔ اگر انسان کو آزادی نہ دی جائے تو اس کائنات کی پیدائش کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ یہی مقصد تو انسان اور فرشتوں کے درمیان ما بہ الامتیاز ہے اور دوسرے ان آیات سے یہ بھی پتا لگتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو کسی کو اس کی مرضی کے خلاف دائرہ اسلام سے باہر نکال دے، جیسے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کہو ہم اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور کوئی شخص دروازہ روک کر کھڑا ہو جائے اور کہے نہیں! میں تمہیں مسلمان نہیں بننے دوں گا۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جتنا مرضی کہتے رہو کہ ہم مسلمان ہیں اور پورے اخلاص سے اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے رہو لیکن وہ کہے میں تمہیں دھکے دے کر دائرہ اسلام سے باہر نکال دوں گا۔ خدا تعالیٰ نے اسلامی تعلیم میں اور قرآنی ہدایت میں کسی کو اس کی اجازت ہی نہیں دی۔ خدا تعالیٰ اس قسم کے جبر کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ عند اللہ نہایت ہی برا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف ہے۔ اس لئے ان آیات میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو چاہے اپنی مرضی سے کھلے طور پر اپنے ایمان کا اعلان کرے اور جو چاہے اپنی مرضی سے یہ اعلان کرے کہ وہ اسلام کو نہیں مانتا یا اس کا انکار کرتا ہے۔ ہر دو لحاظ سے جبر نہیں کیا جا سکتا۔ نہ جبراً کسی غیر مسلم کو مسلمان بنایا جا سکتا ہے اور نہ جبراً کسی مسلمان کو غیر مسلم بنایا جا سکتا ہے۔

ایک شخص اسلام لے آیا وہ مسلمان بن گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کے بعد اس کے لئے دروازے کھلے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد اگر وہ چاہے تو پھر انکار کر دے۔ کیا اس صورت میں تو جبر نہیں ہوگا۔ اسے یہ تو نہیں کہا جائے گا کہ اسلام کی حقانیت کی تمہیں ایک دفعہ سمجھ آ گئی۔ قرآن کریم کے نور سے تمہارا دل منور ہو گیا۔ اسلام کی حق و صداقت پر مشتمل تعلیم اور اس کے دلائل سن کر اور نشان دیکھ کر تم نے اسلام قبول کیا اب دائرہ اسلام سے باہر جانے کا دروازہ تم پر بند ہے۔ اس کا جواب خود قرآن کریم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ

كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (البقرۃ:۱۱۰)

اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب کھل چکا ہے، اس حسد کی وجہ سے جو ان کی اپنی ہی جانوں سے پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لے آنے کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دیں۔ پس تم اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نازل فرمائے انہیں معاف کرو اور ان سے درگزر کرو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوں گے تو بعد کے زمانوں میں اور بہت سے علاقوں میں یہ واقع ہوگا کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ اپنے حسد کی وجہ سے یہ چاہے گا اور کوشش کرے گا کہ تم دائرہ اسلام سے باہر آ جاؤ اور باوجود اس بات کے کہ اسلام کا نور اور صداقت تم پر ظاہر ہو چکی ہے تم ایمان لانے کے بعد اس کا انکار کر دو۔ یہاں یہ نہیں بتایا کہ تمہارا ردّعمل کیا ہے یعنی تم ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی خواہش کے مطابق ایمان کا انکار کر رہے ہو یا نہیں۔ کھلے الفاظ میں یہ نہیں بتایا لیکن اس آیت کا جو اگلا حصہ ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ اہل کتاب زور لگائیں گے۔ تم نہیں مانو گے تو وہ جبر کریں گے کہ تمہیں اسلام سے باہر لے جائیں لیکن تم نے پھر بھی ان پر کسی قسم کا جبر نہیں کرنا بلکہ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا انہیں معاف کرو اور ان سے درگزر کرو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر ایک چیز پر پورا پورا قادر ہے وہ ان حالات کو بدل دے گا جیسا کہ شروع میں ہوا تھا۔ لوگوں نے تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانا چاہا لیکن مسلمانوں کو یہی تلقین ہوتی رہی کہ تم نے تلوار کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھانی لیکن بعد میں ایک وقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ○ (الحج:۴۰) فرمایا اب کفار کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا ہے اس لئے آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اس جور اور ظلم کے مقابلہ میں تلوار چلائیں یہاں تک کہ آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ پھر خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ میں قائم اور رائج ہو جائے۔

سورۃ البقرۃ کی ایک دوسری آیت ہے جس میں کچھ تو یہی مضمون ہے اور کچھ زائد ہے۔ پہلی آیت میں تھا کہ یہ ان کی خواہش ہے یہاں یہ ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (البقرۃ:۲۱۸) اور یہ لوگ، اگر ان کی طاقت میں ہو تو تم سے لڑتے ہی چلے جائیں تا کہ تمہیں تمہارے دین سے پھرا دیں یعنی اگر ان میں طاقت ہو تو وہ تلوار کے زور سے تمہیں اسلام سے باہر نکالنے کی کوشش کریں لیکن تم اپنے شرح صدر سے یہ سمجھتے ہو کہ اسلام سچا ہے اور تم اس سے باہر نہیں نکلنا چاہتے ہو اور تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھر جائے یعنی تلوار سے ڈر کر یا دوسرے دُنیوی دباؤ کی وجہ سے اس نے کہا اچھا مَیں اپنی مرضی سے اسلام چھوڑتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ تم میں سے جو شخص اپنی مرضی سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اسلام چھوڑتا ہے، یہ مرتد ہے۔ جس کے متعلق کوئی دوسرا یہ کہتا ہے کہ اس نے اسلام چھوڑ دیا اس کا تو ذکر ہی قرآن کریم میں کوئی نہیں۔ ایک جگہ بھی نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے جو شخص اپنی مرضی سے یہ اعلان کرے کہ وہ دین اسلام چھوڑتا ہے فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ کفر پر اس کی طبعی موت آئے تو یہ وہ لوگ ہیں حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کے اعمال روحانی لحاظ سے اکارت جائیں گے اور ایسے لوگ دوزخ کی آگ میں پڑنے والے ہیں۔ یعنی جو شخص ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے ارتداد کو اختیار کرتا ہے تو اس کی سزا وہی ہے جو اس شخص کو ملے گی جو اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرتا ہے اور شروع ہی سے اپنے کفر پر قائم رہتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیوی طور پر انسان کے ہاتھوں سیاسی یا انتظامی کسی سزا کا اس جگہ ذکر نہیں اور نہ کسی اور جگہ ذکر ہے۔

میں نے قرآن کریم کی وہ ساری آیات لے لی ہیں جن میں ارتداد کا ذکر ہے۔ بعض آیات کے تو میں صرف ترجمے سنادوں گا اور بعض آیات کی تفسیر بتاؤں گا تا کہ یہ مضمون پوری طرح آپ کے ذہن نشین ہو جائے۔ سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا

عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ○ (محمد:۲۶) وہ لوگ جو ہدایت ظاہر ہونے پر پھر گئے شیطان نے ان کو ان کا عمل اچھا کر کے دکھایا ہے اور ان کو جھوٹی امیدیں دلائی ہیں۔

اس آیت میں بھی یہی بتایا ہے کہ جو شخص اپنی مرضی سے کسی کمزوری یا بدقسمتی کی وجہ سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اسلام سے ارتداد اختیار کرتا ہے اور اسلام کو چھوڑتا ہے اور خود اپنی مرضی سے اس کا اعلان کرتا ہے اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد وہ خود دائرہ اسلام سے باہر نکل جاتا ہے حالانکہ وہ اسلام کو اچھی طرح سے سمجھ چکا تھا اور ہدایت اس پر ظاہر ہو چکی تھی لیکن شیطان نے ان کو ان کا عمل اچھا کر کے دکھایا اور ان کو جھوٹی امیدیں دلائیں جن پر بھروسہ کر کے دنیوی لالچ میں آ کر لوگوں نے ارتداد کو اختیار کیا حالانکہ جو شخص شیطان کا کہا مان کر اسلام کو چھوڑتا ہے اور شیطان کی جھوٹی امیدوں پر اپنے اعمال کی بنیاد رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے کسی خیر کی امید نہیں رکھا کرتا۔ سورۃ مائدہ میں ہے:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (المآئدة:۵۵) اے ایماندارو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو وہ یاد رکھے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ جلد ہی ایک ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ پر سخت ہوں گے۔ کافروں کا اثر قبول کرنے کے لئے ان کی طبائع کبھی تیار نہ ہوں گی۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور اپنے نفوس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اپنی فطرت کو خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق اسلامی ہدایت کی روشنی میں ڈھالنے والے ہوں گے اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ صرف خدائی خشیت ان کے دلوں میں ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے پسند کرتا ہے یہ فضل اسے دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت بخشنے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ پھر سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (النحل:۱۰۷) جو لوگ بھی اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کریں سوائے ان کے جنہیں کفر پر مجبور کیا گیا ہو لیکن ان کا دل ایمان پر مطمئن ہو وہ گرفت میں نہ آئیں گے۔ ہاں وہ جنہوں نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا ہو ان پر اللہ کا بہت بڑا غضب نازل ہوگا اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب مقدر ہے۔

اس آیت میں ایک تو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ مذہب کا تعلق انسان کے دل اور سینہ کے ساتھ ہے کیونکہ کہا گیا وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا اور جس چیز کا دل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے دنیا کی کوئی مادی طاقت دل کی اس کیفیت اور جذبہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی۔ یہ عقلاً ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ۔ ایک شخص ہے وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لایا اس نے اسلام کی صداقت کے دلائل کو سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان دیکھے جن سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت عیاں ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس نے اپنی مرضی سے یہ اعلان کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے کہ جن کے دل اس قسم کے اعلان پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ وہ مجبور کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ اس قسم کا اعلان کریں اور بعض کمزوریوں کے نتیجہ میں وہ اس قسم کا اعلان کرتے ہیں اور کمزوری کا اظہار کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا جو شخص ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے یہ اعلان کرتا ہے کہ اس نے اللہ کا کفر کیا اس نے اُس خدائے واحد و یگانہ کا انکار کیا جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل نبی کو بھیجا ہے اور اس کا اس بات پر شرح صدر ہو گیا یعنی اِس حالت میں اپنی مرضی سے اعلان کیا کہ اس کا شرح صدر ہے اس بات پر کہ اسلام نعوذ باللہ سچا مذہب نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے شخص پر جس نے ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے ارتداد اختیار کیا خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور وہ غضب نازل ہوگا عذاب عظیم کی شکل میں اور عذاب عظیم کے متعلق جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں بعض شکلوں میں اللہ تعالیٰ کی گرفت

اِس دنیوی زندگی میں بھی ظاہر ہوتی ہے لیکن دنیوی اعمال کی اصل جزا اور سزا اُخروی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

سورۃ بقرہ میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔ (البقرۃ:۱۶۲،۱۶۳) جن لوگوں نے انکار کیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ایسے لوگوں پر یقیناً اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی قیامت کے دن لعنت ہے۔ وہ اس میں پڑے رہیں گے نہ تو ان پر سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں سانس لینے کی مہلت دی جائے گی۔

اسی طرح سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۝ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۝ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(اٰل عمران:۸۶تا۹۰)

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور پھر خدا کے رسول کی صداقت میں شہادتیں اور دلائل اور معجزات دیکھنے کے بعد انکار کر دیتے ہیں اور کفر کی راہوں کو اختیار کر لیتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُخروی زندگی میں عذاب ملے گا سوائے ان لوگوں کے جو اسی دنیا میں تائب ہو جائیں، توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں۔ پس اگر اس اعلان کے بعد کہ وہ مرتد ہوتے ہیں اور اسلام کو چھوڑنے کا اعلان کرتے ہیں اگر اس کی سزا قرآن کریم کی تعلیم میں قتل کرنا ہوتا تو پھر اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا اُن

کے پاس توبہ اور اصلاح کا کوئی وقت ہی نہ ہوتا۔ یہ آیت یہ بھی بتاتی ہے کہ ایسے لوگوں کو اس زندگی میں مرتے دم تک یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور دائرہ اسلام میں واپس آ جائیں اور اسلام کو دوبارہ قبول کرلیں اور خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہیں۔ اگر ان کی دعا قبول ہوجائے تو پھر وہ خدا جو غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ہے وہ ان کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا اور ان کو معاف کردے گا اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے گا اور ان کو پھر سے اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے گا۔ اگر کوئی شخص ایمان لانے کے بعد کفر کی راہوں کو اختیار کرے اور اسے توبہ اور اصلاح کا موقع نہ ملے یعنی اسے زندہ نہ رکھا جائے اور اسے یہ موقع نہ ہو کہ وہ اپنی مرضی سے توبہ کرے اور اپنی مرضی سے وہ اصلاح کرے تو خدا تعالیٰ کے غفور رحیم ہونے کی صفت اس کے لئے گویا معطل ہوگئی۔ اس سے وہ فائدہ نہ اٹھا سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ؕ (النسآء:۱۳۸) اور جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے انکار کردیا پھر ایمان لائے پھر انکار کردیا۔ پھر کفر میں اور بھی بڑھ گئے۔ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرسکتا اور نہ انہیں کوئی نجات کا راستہ دکھا سکتا ہے۔

اس آیت میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہر انسان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو۔ اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے کا ہر دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا ہے اور اس آیت میں یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ ہر انسان کے لئے یہ ممکن ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے جتنے بھی دروازے ہیں وہ ان میں سے جس دروازے میں سے چاہے باہر نکل جائے اور اپنے کفر کا اور ارتداد کا اعلان کردے۔ جس طرح دائرہ اسلام کے اندر آنے کے لئے راہیں کھلی تھیں اسی طرح دائرہ اسلام سے باہر جانے کے دروازے بھی اس کے لئے کھلے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ باہر چلا گیا تو کیا پھر اس کے لئے یہ ممکن ہے اور اسلامی تعلیم اس بات کی اسے اجازت دیتی ہے کہ وہ توبہ کرے اور واپس اسلام کے اندر آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اگر وہ دوبارہ ایمان لانا چاہے تو کوئی روک نہیں۔ چنانچہ دوبارہ ایمان لانے کے بعد بھی وہ یہ اعلان کرے کہ وہ مرتد ہوتا ہے اور اسلام کو چھوڑتا

ہے اور خدا اور اس کے رسول کا انکار کرتا ہے تو اس پر کوئی جبر نہیں۔

غرض ایک شخص ایمان لاتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ انکار کردیتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسے دوبارہ ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے دوبارہ ایمان لانے میں کوئی روک نہیں۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے دروازے اس پر اسی طرح کھلے ہیں جس طرح پہلے کھلے ہوئے تھے۔ پھر وہ سال دوسال تک مسلمان رہا اس کے بعد پھر اس کی بدبختی آئی اور دوسری بار مرتد ہوگیا اور خدا اور اس کے رسول کا انکار کیا۔ دوسری دفعہ اسلام سے باہر نکلنے کی بھی اسے اجازت ہے کوئی روک نہیں۔ کوئی جبر نہیں کیونکہ آزادیٔ ضمیر بھی ہے اور آزادیٔ عقیدہ بھی ہے۔ پھر جب وہ دوسری بار اسلام کا انکار کرتا ہے اور اسے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور وہ کفر میں بڑھتا چلا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے لوگوں کی مغفرت نہیں ہوگی اور ان لوگوں کو نجات کی راہ نہیں ملے گی۔ ایسے لوگ روحانی کامیابی حاصل نہیں کرسکیں گے۔

پس اس آیت میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ایک شخص ایمان لاتا ہے اور اپنی مرضی سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اسلام کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلام کا نور اس پر عیاں ہوجاتا ہے اور وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ خدا واقع میں واحد و یگانہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے عبد اور رسول ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ اور کلمہ طیبہ مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوتا ہے اور پھر قبل اس کے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو یعنی اس کی موت ایمان کی حالت میں واقع ہو ثُمَّ كَفَرُوْا کی رو سے اس کی بدقسمتی ہے کہ اس نے اسلام کا انکار کردیا اور جس دروازے سے وہ اسلام میں داخل ہوا تھا اسی دروازے سے وہ باہر نکل گیا کیونکہ اس کی آزادی دی گئی تھی اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ گیا اور اس کے اوپر زمانے پر زمانہ گزرتا چلا گیا۔ ہفتوں کے بعد ہفتے، مہینوں کے بعد مہینے اور سالوں کے بعد سال گزرتے چلے گئے لیکن قبل اس کے کہ اس کفر کی حالت میں اس کی موت واقع ہوجائے اللہ تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق دی ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر وہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ جس دروازے سے وہ اسلام میں پہلے داخل ہوا تھا اور جس دروازے سے وہ اسلام سے باہر

نکل گیا تھا اسی دروازے سے پھر وہ دوسری بار توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا کیونکہ اسلام نے آزادی دی ہے۔ ایسا شخص اگر چاہے تو توبہ کرے اور دوسری بار بھی اسلام میں داخل ہو جائے۔ پھر کچھ مہینے یا سال گزر گئے اور پھر اس کی بدبختی آڑے آئی اور قبل اس کے کہ اپنی دوسری دفعہ ایمان کی حالت جو خدا تعالیٰ نے اس کے لئے پیدا کی تھی خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے مرتے دم تک ایمان پر قائم رہتا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوتا اس نے اسلام کے چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ ایسا کرنے میں اسے کوئی روک نہیں تھی۔ جس دروازے سے تم دو دفعہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور مسلمان بنے تھے، وہ دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اوپر کوئی ایسے آدمی نہیں مقرر کئے جو اسے یہ کہیں کہ نہیں! نہیں!! تم باہر نہیں نکل سکتے۔ کوئی روک نہیں بے شک تم باہر نکل جاؤ۔ چنانچہ اس نے اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دیا اور پھر اس کو توبہ کی توفیق نہیں ملی اور نہ اصلاح کرنے کا موقع ملا اور بدبخت انسان پر کفر کی حالت میں موت وارد ہو گئی۔ پس ایسے لوگ جن کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا بلکہ ان کی موت کفر کی حالت میں وارد ہوتی ہے تو ان کے لئے مغفرت کا کیا سوال ہے؟ اسی مضمون کو سورۃ آل عمران کی ان آیات میں بھی بیان فرمایا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ (آل عمران:۹۱) جو لوگ ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے ارتداد کی راہوں کو اختیار کریں اور کفر کریں خدائے واحد و یگانہ کا اور انکار کریں اللہ کے بزرگ ترین بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پھر توبہ کی توفیق نہ پائیں اور اپنے کفر میں بڑھتے چلے جائیں اور ان کا خاتمہ بالخیر نہ ہو بلکہ کفر پر ان کی موت وارد ہو، ان کی توبہ قبول نہ ہو گی اور وہ گمراہ ہیں۔ پھر حضور انور نے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ (آل عمران:۹۲) جن لوگوں نے اسلام کا انکار کیا اور کفر کی راہوں کو اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ان پر موت وارد ہو گئی یعنی جو لوگ منکر ہو گئے اور کفر ہی کی

حالت میں وہ مر بھی گئے ان میں سے کسی سے زمین بھر کے سونا بھی جسے وہ فدیہ کے طور پر پیش کریں ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لئے اخروی زندگی میں دردناک عذاب مقدر ہے اور وہاں ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔

پس ان آیات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ توبہ اس دنیوی زندگی کی توبہ ہے جو خدا تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں قبول ہوتی ہے ۔ وہ جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ جس وقت موت آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہی تھی تو اس وقت کہہ دیا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ (یونس:۹۱) یہ تو ایمان نہیں اور نہ یہ توبہ ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں ان پر موت وارد ہوگئی خاتمہ بالخیر نہیں ہوا۔ وہ کتنا ہی بڑا فدیہ دینا چاہیں تب بھی قبول نہیں ہوگا۔ وہ فدیہ نہیں دے سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی اہمیت بتانے کے لئے فرمایا ہے اگر یہ ساری زمین سونے کی ہوتی اور وہ اس کے مالک بھی ہوتے اور انہیں توفیق بھی ہوتی کہ وہ فدیہ کے طور پر ساری زمین کا سونا دینے کے لئے تیار ہوجاتے تب بھی وہ جہنم کے عذاب سے بچ نہ سکتے۔

ان آیات سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اسلام نے آزادئ ضمیر اور آزادئ عقیدہ کی ضمانت دی ہے اور بڑے واضح الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ جہاں تک ایمان کا تعلق ہے ہر فردِ واحد خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کہا کہ تم یہ اعلان کردو! میں وکیل نہیں ہوں، تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔ ایمان کی ذمہ داری زید نے بکر کی نہیں اٹھائی بلکہ زید نے اپنے ایمان کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ بکر نے اپنے ایمان کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اسی طرح نہ کسی شخص کو مجبور کر کے مسلمان بنایا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو جبراً اسلام سے خارج کیا جاسکتا ہے، نہ کسی کو زبردستی نماز پڑھائی جاسکتی ہے اور نہ کسی کو جبراً نماز سے روکا جاسکتا ہے۔ نہ کسی کو جبراً خدائے واحد و یگانہ کا ذکر کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو جبراً خدا تعالیٰ کے ذکر نہ کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ اللہ کا نام نہ لو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ نہ کہو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ کہو۔ قرآن کریم نے جو دعائیں سکھائی ہیں وہ نہ پڑھو۔

غرض اسلام میں جبر ہے ہی نہیں۔ قرآن کریم میں کسی ایک جگہ، کسی ایک آیت یا کسی

ایک لفظ میں بھی ارتداد کی انسان کے ہاتھوں کوئی دنیوی سیاسی یا انتظامی سزا نظر نہیں آتی، البتہ ہماری تاریخ میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ ایک شخص ارتداد کا بھی مرتکب ہوا اور مسلمانوں کے قتل کا بھی مرتکب ہوا اور مسلح بغاوت کا بھی مرتکب ہوا تو اب جو شخص قاتل ہے اسے سزا میں قتل کیا جاتا ہے۔ ساری دنیا کا یہی قانون ہے؟ کہیں کہیں لوگوں نے کوشش کی تھی کہ یہ قانون نہ ہو لیکن ان کا قانون چلا نہیں۔ جہاں تک بغاوت کا تعلق ہے وہ تو ساری طاقت کے استعمال کے ساتھ پاش پاش ہی کی جاتی ہے۔ اگر ایسے واقعات ہوں کہ ایک شخص یا ایک گروہ ان تین گناہوں کا مرتکب ہوا ہو یعنی ارتداد کیا ہو اور ارتداد کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی مرضی سے یہ اعلان کیا ہو کہ وہ اسلام کو چھوڑتے ہیں اور انہوں نے اپنی تلواریں میان سے نکالی ہوں کہ وہ مسلمانوں کی گردنیں اڑائیں گے اور انہوں نے اپنی مرضی سے نہ کسی کے مجبور کرنے سے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور پھر تین جرم اکٹھے ہو گئے ہوں یعنی اگر ایسے شخص کو جو تین جرموں کا مرتکب ہوا ہے یہ سزا ملے کہ اسے قتل کے بدلہ میں قتل اور مسلح بغاوت کی سزا دی جائے یا اس کے خلاف چڑھائی کر کے تلوار استعمال کی جائے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ قرآن کریم نے اس لئے ان کو قتل کی سزا دلوائی کہ انہوں نے اسلام کا انکار کیا تھا اور وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گئے تھے۔ وہ تو واضح طور پر قتل کے مجرم بن گئے تھے اور ان کی سزا سوائے قتل کے اور تھی ہی نہیں۔ وہ ارتداد کرتے یا نہ کرتے ان کی سزا بہرحال قتل تھی یعنی ایسے لوگ اگر یہ اعلان نہ بھی کرتے کہ وہ اسلام کو چھوڑتے ہیں اور ارتداد اختیار کرتے ہیں اور عملاً مسلح بغاوت کرتے یا وہ مسلمانوں کو قتل کرتے تو ان کی کیا سزا تھی؟ ظاہر ہے سوائے اس کے کہ اس جرم میں ان کو بھی قتل کیا جاتا اس کی اور کوئی سزا نہیں تھی۔ پس اگر وہ اسلام نہ چھوڑتے تب بھی ان کی یہی سزا تھی جب ان کو قتل یا مسلح بغاوت کی یہ سزا ملی تو اسے ارتداد کی سزا کیسے سمجھ لیا گیا۔ یہ تو تاریخی واقعات ہیں جن سے کسی کو مجال انکار نہیں۔

پس جہاں تک اس مضمون کے عقلی اور شرعی پہلو کا تعلق ہے قرآن کریم نے اسے کھول کر بیان کر دیا ہے اور قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے اس کے اندر کوئی نقص یا خامی نہیں ہے کہ جسے پورا کرنے کے لئے ہمیں کسی تاریخی واقعہ یا کسی ضعیف حدیث کا سہارا لینا

پڑے۔ اس لئے کہ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے، جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحیح فرمودات اور ارشادات قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم کے مخالف ہو یا اس کی ضد ہو یا قرآن کریم سے زائد ہمیں کچھ بتا رہا ہو یا نعوذ باللہ قرآن کریم کے بعض حصوں میں کمی کر رہا ہو۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ کامل رسول تھے جنہوں نے قرآن کریم پر پورا عمل کر کے دنیا کے لئے ایک احسن نمونہ پیش کیا ان پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے قرآن کریم کے بعض حصوں پر عمل نہیں کیا تھا بلکہ عمل نہ کرنے کی تلقین کی تھی اس سے بڑی گستاخی میرے خیال میں تو کوئی اور ہو نہیں سکتی۔

پس جہاں تک ہم احمدیوں کا تعلق ہے تمام احمدی اس بات کو اپنی گرہ میں باندھ لیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے وہ پیارے رسول ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ **عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ** گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے عاشق صادق تھے۔ آپ نے اپنے رب سے اتنا پیار کیا کہ گویا اپنے رب میں فنا ہو گئے اسی لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ صفات باری کے مظہر اتم تھے اور آپ قرآن کریم کی عظمت اور جلال کو جس طرح سمجھتے تھے وہ آپ کی زندگی سے عیاں ہے۔ قرآن کریم کا کوئی ایسا حکم نہیں جس پر آپ نے عمل کر کے نہ دکھایا ہو اور کوئی ایسی نہی نہیں جس سے آپ نے اجتناب نہ کیا ہو۔

پس آپ کی ذات قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے والی ایک مقدس اور پاک اور مطہر ذات تھی۔ آپ نے اپنے وجود میں ایک کامل نمونہ پیش کیا۔ اس لئے ہم احمدی یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپ نے قرآن کریم کے خلاف کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جو قرآن کریم میں ہمیں نہ ملے یا اس سے زائد ہو۔ نہ کوئی زائد بات ملتی ہے اور نہ خلاف۔

پس قرآن کریم میں آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ عقیدہ کی اتنی حسین تعلیم ہمیں دی گئی ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی اور جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا یہ تعلیم نمونہ ہے دنیا کے دیگر مذاہب کے لئے بھی۔ اس وقت دنیا میں بہت سے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ وہ جس شکل میں بھی ہیں ان کے لئے بھی اور ان مفکرین کے لئے بھی جنہوں نے اپنے اپنے

Isms (مکتب ہائے فکر) پیدا کئے ہیں ان کے لئے اسلام ایک نمونہ ہے اور بتاتا ہے کہ دیکھو ضمیر اور عقیدہ کی آزادی انسانی زندگی کا بنیادی حق ہے اور اسی غرض کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اگر انسان اپنے ضمیر اور عقیدہ کے اظہار میں آزاد نہیں۔ اگر انسانوں کو دوسرے انسانوں نے بھیڑ اور بکری کی طرح دھکیل کر اسلام کے دائرہ کے اندر لانا ہے تو پھر خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے کسی عمل کی کوئی جزا نہیں ہے۔ کیا تم خدا تعالیٰ کو مجبور کرو گے کہ تم بعض لوگوں سے جو منافقانہ اعمال کروا رہے ہو خدا مجبور ہو جائے اور ان کو اپنے پیار سے نوازنا شروع کر دے۔ زبردستی کسی کو مسلمان بنا لیا اور یہ اس کو یقین دلایا کہ تیرے دل میں تو اسلام نہیں لیکن دکھاوے کی نمازیں پڑھا کرو خدا تمہیں جزا دے دے گا۔ یہ سمجھنا کہ علاّم الغیوب خدا کو ایسے شخص کے نفاق کا پتا ہی نہیں لگے گا۔ اس کی دلی حالت کا پتا ہی نہیں لگے گا۔ حالانکہ خدا تو کہتا ہے میں تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہوں۔ اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ نعوذ باللہ وہ ان باتوں سے ناواقف ہے، بہت بڑی جسارت ہے اور اگر اسے پتا ہوگا تو وہ جزا کیسے دے گا کیونکہ وہ تو ساری ریا ہے۔ اور اگر تم کسی کو زبردستی جس کے دل میں ایمان ہے اور شرح صدر ہے اور فدائیت ہے اور معرفت ہے اور عرفان صفات باری ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے اور اس پیار سے مجبور ہو کر وہ خدا تعالیٰ کی بات مانتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے تو تم ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر کہو کہ ہم نے تمہیں اسلام سے باہر نکالا اور اب خدا تمہارے ساتھ پیار کا سلوک نہیں کرے گا اور تمہارے اعمال کی پیاری جزا نہیں دے گا تو خدا کو تم مجبور نہیں کر سکتے۔ جو لوگ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ خدا کے حضور کچھ پیش کرنے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے رہیں گے۔ دنیا جو مرضی کہتی رہے اور جو مرضی سمجھتی رہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پس دعا یہی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے بچائے۔ شیطان ہمارے دلوں میں کوئی وسوسہ نہ پیدا کر سکے اور ہمارے دلوں میں کھوٹ نہ پیدا ہو جائے۔ ہمارے اخلاص اور ہماری عبادات میں کہیں ریا اور نفاق نہ پیدا ہو جائے۔ اگر ہمارے دل خالصۃً خدا تعالیٰ کی محبت میں مگن ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی معرفت رکھنے والے ہیں اور اگر ہم نماز اس

لئے پڑھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز پڑھو اور اگر ہم کھانا اس لئے کھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کھانا کھاؤ اور اگر ہم اپنی بیویوں سے حسن سلوک اس لئے کرتے ہیں کہ خدا نے کہا کہ ان کے ساتھ تم نے حسن سلوک کرنا ہے فرمایا عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النّسآء:۲۰) اس لئے کہ محبت سکھانے کا پہلا مدرسہ تمہارا اپنا گھر ہے اور اسی طرح اگر تمہارا ہر کام خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلنے کی شدید خواہش کے نتیجہ میں ہے اور ہر کام سے رکنا خدا تعالیٰ کی خشیت کے نتیجہ میں ہے تو ہم نے خدا ہی سے جزا پانی ہے۔ ہم نے خدائی جزا کے لئے کسی انسان کے سامنے کشکول نہیں کرنا کہ اس میں کچھ ڈال دو۔

پس دوست دعا کریں ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے خالص نیک بندوں میں شامل کرے اور ہمیں ہمیشہ ہی اس راہ پر گامزن رکھے اور جن لوگوں کا ان آیات میں ذکر ہوا ہے کہ وہ ایمان لائے اور ہدایت ان پر ظاہر ہوگئی اور پھر اس کو چھوڑ کر چلے گئے اس گروہ میں ہم میں سے کوئی بھی کبھی شامل نہ ہو اور چونکہ ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے کبھی ارتداد کا سوچا بھی نہیں۔ ہم اس بات کو لعنت سمجھتے ہیں کہ ہماری زبان یہ کہے کہ ہم مسلمان نہیں اور ہم نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اور نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہیں سمجھتے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ صداقت اور وہ نور جس سے ہم نے اپنی آنکھوں کا نور لیا اور اس نور سے دنیا کو منور پایا اس نور سے ہم علیحدہ ہوجائیں اور ظلمات میں بھٹکتے رہیں۔ یہ ہم ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر انسان کمزور ہے اور خدا تعالیٰ کے سہارے کے بغیر اور اس کے فضل کے بغیر خدا کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اس لئے دوست دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا حصار ہمیشہ احباب جماعت کے گرد رہے اور اس کے فرشتے انہیں بھٹکنے سے ہمیشہ بچاتے رہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کریں جب کسی انسان کو خدا تعالیٰ کا پیار مل جاتا ہے تو پھر اسے کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)